

۲ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ / 03 جنوری 2025ء

اذیّت رسانی کی حُرمت

اور

ہماری حالت

(پہلا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۔ [الاحزاب 58:33]

باری تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے کہ انسان دُنیا میں آتے ہوئے بھی تنہا ہوتا ہے اور یہاں سے جاتے ہوئے بھی اکیلا ہی ہوتا ہے، تاہم پیدائش و وفات کے درمیان اُس کا مختلف افراد کے ساتھ تعلّق رہتا ہے، جس کے دُنیا و آخرت میں نتائج و ثمرات ہوتے ہیں۔

بعض افراد کا دوسروں کے ساتھ تعلّق ایسا حسین ہوتا ہے کہ متعلقین اُسے اپنے لیے باعثِ راحت و رحمت سمجھتے ہیں، بہت مرتبہ یہی اُن کے حق میں دونوں جہان کی بھلائی اور بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے... جب کہ کچھ لوگوں کا دوسروں سے میل جول اتنا بُرا ہوتا ہے کہ اُسے سببِ اذیّت و زحمت قرار دیا جاتا ہے اور کئی مرتبہ اِسی وجہ سے وہ دُنیا میں ذلّت اور آخرت میں سزا کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔

بندۂ مومن کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ وہ گفتگو کرے تو اُس کا بول زخمی دلوں کا مرہم بنے... اُس کے پاس بیٹھنے سے ٹوٹے دلوں کی ڈھارس بندھے... اُس کا تبسّم غم زَدوں کے لیے تسکینِ قلب کا ذریعہ ہو... اور اُس کے کردار سے بھلائی کے دروازے کھلیں۔

دینی تہذیب اور اچھے ماحول سے دُوری کا نتیجہ ہے کہ ہمارے دَور میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دوسروں کی تکلیف کا سبب بنتی ہے۔ بعض حضرات ایسے ہیں جو مسلمانوں کو آزار پہنچانے سے بچنا چاہتے ہیں، مگر معلومات کم ہونے کی وجہ سے اَن جانے میں اذیّت کا ذریعہ بن جاتے ہیں... جب کہ بے شمار ایسے بھی ہیں جنھیں اِس بات کا احساس ہی نہیں کہ ایذائے مسلم کتنا بڑا جُرم ہے، چنانچہ وہ جان بوجھ کر دوسروں کو رَنج دیتے ہیں اور اِس پر شرمسار بھی نہیں ہوتے۔ زندہ تو زندہ رہے، لوگ وفات یافتگان کو پریشان کرنے والے کاموں سے بھی باز نہیں آتے، بلکہ ایسے عمل بھی عام ہیں جو احادیثِ کریمہ کے مطابق فرشتوں کی اذیّت کا سبب بنتے ہیں۔

دوسروں کو اذیّت پہنچانے کی مختلف صورتیں ہیں: تکلیف دہ الفاظ، اِیذا رساں لہجہ اور دُکھ پہنچانے والا عمل... یہ سبھی سخت گناہ ہیں اور یارِ غار و مزارِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی اِس ارشادِ نبوی کا مصداق ہیں: مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَکَرَ بِہٖ۔ یعنی ”جو (شرعی وجہ کے بغیر) کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائے یا اُسے دھوکا دے وہ ملعون (خیر سے دُور) ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 1941)

کاش! ہمارے اندر یہ شعور بیدار ہو جائے کہ فرشتوں اور زندہ یا وفات یافتہ مسلمانوں کی تکریم تو بہت بلند ہے! شریعتِ مطہرہ ہمیں بلاوجہ غیر مسلموں اور جانوروں کو تکلیف دینے سے بھی منع فرماتی ہے۔

ماہِ رجب المُرجَّب کا آغاز ہو چکا ہے، جس کی آمد پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعائے برکت فرماتے تھے اور ایک طرح سے رمضانِ کریم کی تیاری شروع ہو جاتی تھی۔ ہمیں چاہیے کہ اِس مبارک مہینے میں اپنے رویّوں کی اصلاح کریں، زحمت کے بجائے رحمت کا ذریعہ بنیں اور اذیّت کے بجائے مَسَرَّت کو عام کریں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں ایذائے مسلم کے مختلف ذرائع سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا۔

وقت ضائع کرنے سے اذیّت رسانی

"وقت" وہ عظیم نعمت ہے جو ضائع ہو جائے تو دوبارہ کسی بھی صورت میں نہیں ملتی، مگر ہر شخص اِس کا قدر دان نہیں ہوتا۔ جن خوش نصیبوں نے ساعات و لمحات کی قدر کی اور اُنھیں اچھے کاموں میں گزارا وہ دُنیا و آخرت کی عزتوں سے سرفراز ہوئے، لیکن جنھوں نے حینِ حیات کی اہمیت نہ جانی اور اُسے فضول یا نافرمانی کے کاموں میں صَرف کیا وہ دُنیا میں بھی کوئی بڑا کام نہ کر سکے اور روزِ حساب بھی اپنے کیے پر بے حساب افسوس کریں گے، مگر اُس دن ندامت کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

قرآن و سنت میں ہمیں وقت کی قدر کرنے / اُسے فرماں برداری میں گزارنے کا حکم دیا گیا ہے اور اِس پر عالی شان نویدیں ارشاد ہوئی ہیں، جب کہ وقت کو ضائع کرنے / نافرمانی میں گزارنے سے روکا گیا ہے اور اِس پر لَرزا دینے والی وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔

وقت کی قدر کا انعام: اگر انسان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنا وقت ضائع کرنے کے بجائے اچھے کاموں میں گزارے تو اُسے وہ عظیم انعام نصیب ہوتا ہے جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا ابو عبد اللہ عُبَید بن خالد سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو افراد کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اُن میں سے ایک صاحب راہِ خدا میں شہید ہو گئے اور دوسرے تقریباً ایک ہفتہ بعد وصال کر گئے۔[1] جب ہم نے بعد میں وفات پانے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی تو آقا کریم ﷺ نے پوچھا: مَا قُلْتُمْ؟ یعنی "تم نے کیا دُعا مانگی تھی؟" عرض کی: ہم نے دُعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ اِس کی بخشش فرمائے اور اِسے اپنے شہید بھائی کے ساتھ ملا دے (اے اللہ! اگرچہ یہ صاحب شہادت سے محروم رہے ہیں، مگر تُو اپنے کرم سے اِسے بھی شہید کا درجہ عطا فرما دے؛ تاکہ دونوں بھائی جنت میں اکٹھے رہیں)! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ؟ - شَكَّ شُعْبَةُ فِي صَوْمِهِ - وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ۔ "پھر اُس شہید کے بعد اِس کی نمازیں، اُس کے بعد اِس کے روزے اور اُس کے بعد اِس کے اعمالِ خیر کہاں گئے؟" (تم سمجھ رہے ہو کہ شہید کا درجہ بلند ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ بعد میں وفات پانے والے کو تقریباً ایک ہفتہ تک مزید نمازوں، روزوں اور اعمالِ صالحہ کا موقع ملا ہے، چنانچہ اِس کا درجہ اِس کے شہید بھائی سے بلند ہے)

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: إِنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی "بعد میں وفات پانے والے کا درجہ شہید سے اتنا بلند ہے کہ دونوں کے دَرجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا (بہت زیادہ) فاصلہ ہے۔" (سننِ ابو داؤد، حدیث: 2524، إسنادہ صحیح)

جنت میں اتنا بلند و بالا رُتبہ فقط ایک ہفتہ کے اعمالِ خیر کی برکت سے ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وقت کتنی بڑی نعمت ہے اور اِس کی ناقدری کتنی بڑی آفت ہے!

---

[1] بعد میں وصال فرمانے والے صاحب کو شہادت کی سچی طلب تھی، چنانچہ اِس حوالے سے ایک شہادت پا کر اور دوسرے طالبِ صادق ہو کر برابر ہو گئے۔

لمحۂ فکریہ: ہمارے دَور میں بہت کم لوگ ہیں جو وقت کی قدر جانتے ہیں اور اِس کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ جس شخص کو اپنے لمحات کی قدر نہیں وہ دوسرے کی ساعات کا کب خیال کرے گا! یہی وجہ ہے کہ ہم جانے اَن جانے میں دوسروں کا وقت ضائع کر کے اُنھیں اذیّت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور اِس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً:

- عموماً شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں وقتِ مقرر کی پابندی نہیں کی جاتی۔ بروقت پہنچنے والے کے کئی گھنٹے ضائع کر دیے جاتے ہیں، یوں بہت مرتبہ اُس کی ضروری مصروفیات متأثر ہوتی ہیں... حدّ تو یہ کہ اگر آنے والا اپنے وقت کے ضیاع کا شکوہ کرے تو اُسے جواب میں کہا جاتا ہے: آپ کو معلوم ہی تھا کہ ایسی دعوتیں بروقت نہیں ہوتیں، آپ اتنی جلدی آئے کیوں!

سمجھنے کی بات ہے کہ جب دعوت نامے پر نظام الاوقات درج کر دیا جائے تو بلاوجہ اُس کی پابندی نہ کرنے میں وقت ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے وعدہ خلافی اور تضاد بیانی و جھوٹ کا وبال بھی شامل ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اِس سے بچنا از حد ضروری ہے۔

- سرکاری افسران کا یہ معمول بھی نہایت قبیح ہے کہ عوام کے ایک ہی کام کے لیے دفتروں کے کئی کئی چکر لگوائے جاتے ہیں، ایک افسر دوسرے کے پاس، جب کہ دوسرا تیسرے کے پاس بھیج دیتا ہے اور متعلقہ شخص خوار ہوتا رہتا ہے۔ یوں ہی کورٹس میں ایک کیس کئی سالوں تک چلتا رہتا ہے اور نظام کی خرابی کی وجہ سے لوگ چکر لگا لگا کر ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔
- کئی لوگ دوسروں کو بلاضرورت فون کرتے ہیں یا پیغام بھیجتے ہیں... یا مختصر بات پر لمبا وقت صَرف کر دیتے ہیں... اِسی طرح دوسرے کے آرام یا مصروفیت کا خیال کیے بغیر جب چاہیں رابطہ کر لیتے ہیں... اگر وہ مُروّت کا لحاظ کرتے ہوئے زبان سے کچھ نہ بھی کہے تو ظاہر ہے کہ اُسے تکلیف تو ہوتی ہی ہے، پھر اگر وہ زبان سے کہہ ہی دے کہ "مَیں مصروف ہوں" تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں کہ "لو جی! فلاں اب اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ اُس کے پاس ہمارے ساتھ بات کرنے کے لیے وقت ہی نہیں ہے"۔
- بعض لوگ بے موقع ملاقات کے لیے آ دھمکتے ہیں... یا مہمان بنیں تو واپس جانے کا سوچتے ہی نہیں۔ خود فارغ ہوں تو سمجھتے ہیں کہ دوسرا بھی نکمّا ہی ہو گا... ظاہر ہے کہ اِس رویّے کی اصلاح ضروری ہے؛ تاکہ دوسروں کو ہماری وجہ سے آزار نہ ہو۔
- بہت سے افراد کسی شرعی مسئلہ پر راہ نمائی کے لیے ایک سوال متعدد مفتیانِ کرام کو بھیج دیتے ہیں، یوں ایک ہی کام کے لیے کئی افراد کا وقت صَرف ہوتا ہے اور اُن کی دوسری دینی مصروفیات متأثر ہوتی ہیں۔

سخت وعید: وقت کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب جہنمی جہنم میں چیختے چلاتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں دوزخ سے نکال، اب ہم دُنیا میں جا کر اچھے کام کریں گے تو اُنھیں گزرا وقت یاد دلاتے ہوئے فرمایا جائے گا: أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ۔ "اور کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر (لمبی زندگی) نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت قبول کر لیتا وہ شخص جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تمھارے پاس (عذاب کا) ڈر سنانے والا بھی تشریف لایا تھا تو اب مزہ چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" [الفاطر 37:35]

راستوں کے حوالے سے اذیّت رسانی

انسانی زندگی کی روز مرّہ ضروریات میں سے ایک "راستہ" بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ راستے کے بغیر انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ اگر منزل تک پہنچنے کے لیے راہ نہ ملے تو سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے؛ اِسی لیے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں راستوں سے متعلق اذیّت دُور کرنے پر بڑی بشارتیں اور اِس حوالے سے تکلیف دینے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

جنت کی بشارت: سیدنا ابو بَرْزَہ نَضْلَہ اَسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! مجھے ایسا عمل بتلایئے جس سے مجھے نفع حاصل ہو / اُس کی برکت سے جنّت نصیب ہو جائے! امام الانبیا ﷺ نے فرمایا: اِعْزِلِ الْأَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ! "مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرو (اِس سے نفع بھی ہو گا اور جنت بھی عطا ہو جائے گی)!" (صحیح مسلم، حدیث:2618۔ مسند احمد، حدیث:19791)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق سیدِ عالم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے سرِ راہ درخت کی شاخ پڑی دیکھی، کہنے لگا: وَاللّٰهِ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ، لَا يُؤْذِيْهِمْ! قسم بخدا! اِسے ضرور مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دیتا ہوں؛ کہیں اُنھیں تکلیف نہ دے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ۔ یعنی "ربّ تعالیٰ نے کرم فرماتے ہوئے اِس کی برکت سے اُس بندے کو جنت عطا فرما دی۔" (صحیح مسلم، حدیث:1914)

ہماری حالت: ہمارے ہاں اذیّت رسانی کے دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ راستوں کے حوالے سے ستانا بھی عام ہے۔ مثلاً:

- بہت مرتبہ پارکنگ درست جگہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ دوسروں کے لیے گزرنے کا طریق باقی نہیں رہتا... یا وہ وہاں سے اپنی سواری نہیں نکال پاتے... یا قریبی دُکان / دفتر والے اپنا کام نہیں کر پاتے... ظاہر ہے کہ یہ سب صورتیں اذیت کا سبب بنتی ہیں۔
- راستہ تنگ کر دیا جاتا ہے... دُکان دار اپنا سامان دُکان سے باہَر راستے میں رکھ دیتے ہیں... گھر سے باہر چبوترہ یا کیاری وغیرہ بنا کر گلی تنگ کر دیتے ہیں... دیگیں پکانے یا کسی اور کام کے لیے گڑھے کھود دیتے ہیں... اور راہ گیر کوستے رہتے ہیں۔

شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص راستے میں بیٹھ کر خرید و فروخت کرے اور اِس سے گزرنے والوں کو پریشانی ہو تو یہاں تجارت کرنا ناجائز ہے اور ایسے شخص سے سَودا نہیں خریدنا چاہیے۔ (بہارِ شریعت، ج:2، ح:11، ص:726، م:13۔ ج:3، ح:18، ص:871، م:438)

- سڑکوں / گلیوں میں تقریبات کا انعقاد بھی فیشن سمجھا جانے لگا ہے۔ شادی بیاہ اور غمی خوشی کے اجتماعات یا مذہبی محافل کے لیے شارعِ عام کو استعمال کیا جاتا ہے، خصوصاً اگر قریب میں متبادل راستہ نہ ہو تو راہ گیروں کو سخت کُلفت محسوس ہوتی ہے۔
- چھٹی سے گزشتہ رات یا چھٹی والے دن راستوں میں کھیل کا اہتمام بھی رائج ہوتا جا رہا ہے، جس سے گزرنے والے بھی پریشان ہوتے ہیں اور بہت مرتبہ شور و غل اہلِ محلہ کے لیے بھی سخت کوفت کا سبب بنتا ہے، بلکہ گھروں سے شیشے وغیرہ ٹوٹنے کا بھی مشاہدہ ہے۔

- راستے میں کوڑا پھینکنا بھی معمول بن چکا ہے۔ اپنے گھر / دُکان / دفتر سے کچرا نکالتے ہیں اور حکومت کی طرف سے مقرر کردہ جگہ پر ڈالنے کے بجائے عین گزر گاہ میں پھینک دیتے ہیں... اِسی طرح کھانے یا پینے کی چیز استعمال کرتے ہیں اور چھلکا / لفافہ وغیرہ راستے میں ڈال دیتے ہیں... یوں گزرنے والوں کے لیے پریشانی کا سبب بنتے ہیں، بلکہ کئی مرتبہ تو کسی کا ایکسیڈنٹ بھی ہو جاتا ہے۔
- بارہا ایسی چیز ہاتھ میں ہوتی ہے یا راستے میں رکھ دی جاتی ہے جس کی نوک / دھار سے کوئی شخص زخمی ہو جاتا ہے... یا کپڑے پھٹ جاتے ہیں... یا گاڑی وغیرہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ جس کے ساتھ کبھی ایسا واقعہ ہوا ہو وہ بخوبی اِس سے ہونے والی بے چینی کو سمجھتا ہے۔
- تمباکو نوشی اور گاڑیوں وغیرہ کا دھواں بھی راہ گیروں کی ذہنی وجسمانی اذیّت کا باعث بنتا ہے، مگر اِس کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی۔
- گزر گاہ میں بیٹھ کر بد نگاہی کرنا، دوسروں کے عیب ڈھونڈنا اور آوازیں کَسنا بھی نہایت بُری عادتیں ہیں، جن میں بے شمار لوگ اپنا وقت بھی ضائع کرتے ہیں، گناہ بھی سر لیتے ہیں اور دوسروں کے ملال کا سبب بھی بنتے ہیں۔

راستے سے متعلق اذیّت رسانی کی حُرمت کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ کسی شخص کو عذرِ شرعی کے بغیر گزر گاہ میں نماز پڑھنے یا صف میں غیر ضروری جگہ گھیرنے کی اجازت نہیں، جب عبادت کی یہ صورتِ حال ہے تو باقی کاموں کا اندازہ ہم خود کر سکتے ہیں۔[1]

سخت وعید: سیدنا مُعاذ بن اَنَس جُہَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَیں ایک غَزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، لوگوں نے منزلیں تنگ کر دیں اور راستے بند کر دیے (غیر ضروری جگہ گھیر لی یا راستوں میں سامان رکھ دیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا: أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ۔ یعنی "جو جگہ تنگ کرے یا راستہ بند کرے اُسے جہاد کا پورا ثواب نہیں ملے گا۔" (سننِ ابوداؤد، حدیث: 2629۔ ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ ومرآۃ)

راستے کے حقوق: سیدنا ابوسعید سَعد خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ النبیین ﷺ نے فرمایا: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ۔ "راستوں میں بیٹھنے سے بچو!" لوگوں نے عرض کی: (بسا اوقات) راستوں میں بیٹھنا ضروری ہوتا ہے، اہمّ بات کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ۔ یعنی "اگر بیٹھنا ہی ہو تو راستے کا حق ادا کرو!" عرض کی گئی: یارسول اللہ! راستے کا کیا حق ہے؟ فرمایا: غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (بخاری: 6229) وفی روایۃ أبی ھریرۃ: وَإِرْشَادُ السَّبِيلِ۔ وفی روایۃ عمر: وَتُغِيثُوا الْمَلْهُوفَ۔ (ابوداؤد: 4816، 4817) یعنی "راستے کے حقوق یہ ہیں: نگاہیں نیچی رکھنا (بد نگاہی نہ کرنا)... تکلیف دینے سے باز رہنا / تکلیف دہ چیز کو ہٹانا... سلام کا جواب دینا... بھلائی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا... (بُھولے ہوئے کو) راستہ بتانا... اور مظلوم کی مدد کرنا۔"

---

[1] بعض اوقات اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش ہوتی ہے اور قانونی طریقے سے بات نہیں سُنی جاتی، ایسی صورت میں دینی تقاضوں کے تحفّظ کی خاطر اربابِ اختیار کو متوجّہ کرنے کے لیے راستہ بند کرنا ایک "شرعی عذر" ہے، اب راستہ بند کرنا کچھ حُدود وقُیود کے ساتھ جائز ہو گا۔

ذاتی معاملات میں مداخلت سے اذیّت رسانی

زندگی کے کئی معاملات کا تعلّق انسان کی ذات سے ہوتا ہے، دوسروں کا اُن اُمور سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا... جیسے گھریلو اُمور، کھانا پینا، ذرائعِ آمدن وخرچ۔ ہر انسان اِس طرح کے معاملات کو دوسروں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے اور یہ اُس کا حق ہے۔ اگر کوئی شخص اِن معاملات میں دخل اندازی کرے تو انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے؛ اِسی لیے شریعتِ مطہرہ نے دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت سے منع فرمایا ہے، بلکہ دوسروں کے خفیہ اُمور کی جستجو کرنے پر سخت وعیدیں بھی ارشاد فرمائی ہیں۔

سیرتِ نبویّہ: نبیِ کریم ﷺ اُمّت کے لیے باپ سے زیادہ مہربان ہیں اور آپ کا کسی کے ذاتی اُمور سے متعلق شفقت فرمانا اُس کے لیے بہت بڑے اِعزاز سے کم نہیں... اِس کے باوُجود آپ ﷺ اُمّت کی تعلیم وتربیت کے لیے دوسروں کے ذاتی اُمور میں مداخلت سے اجتناب فرماتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِّنْ رُّكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ، وَيَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ! یعنی رسول اللہ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب کسی کے گھر جاتے (اور اجازت ملنے کا انتظار کرتے) تو دروازے کے سامنے کھڑے ہونے کے بجائے دائیں یا بائیں رہتے اور اِجازت طلب فرمانے کے لیے سلام کہتے۔ (سننِ ابو داوٗد، حدیث:5186)

خفیہ اُمور کے تجسّس اور ذاتی معاملات میں مداخلت سے بچنے کی کیسی حسین تربیت ہے کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں رونق افروز بھی نہ ہوتے اور دروازے کے بالکل سامنے قیام بھی نہ فرماتے کہ کہیں پردے یا دروازے کے سوراخوں سے گھر میں نظر نہ پڑے؛ کیونکہ یہ بھی خفیہ اُمور میں دخل اندازی ہے۔

لمحۂ فکریہ: ہمارے معاشرے میں لوگ دوسروں کے ذاتی معاملات میں جی بھر کے دست اندازی کرتے ہیں اور اِس سے زیادہ افسوس ناک یہ ہے کہ اپنی اِن حرکتوں کو معیوب بھی نہیں سمجھتے۔ جیسے:

⇐ دوسروں کے ذاتی معاملات سے متعلق سوالات کرنا... مثلاً: آج گھر میں کیا پکایا ہے؟ کپڑے کتنے میں خریدے ہیں؟ ماہانہ آمدن و خرچ کتنا ہے؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے معاملات کو اپنے حساب سے انجام دیتا ہے اور دوسرے اُن میں دخل اندازی کریں تو اُسے سخت کوفت ہوتی ہے۔

⇐ بغیر اجازت لیے دوسروں کے فون کی گیلری چیک کرنا یا اُس کے پیغامات پڑھنا یا فون کی دیگر چیزیں دیکھنا بھی پرائیویسی کے خلاف ہے اور اذیّت کا سبب ہے۔

⟸ روڈ پر چلتی گاڑیوں میں جھانک کر دیکھنا بھی ذاتی اُمور میں دخل اندازی اور قبیح عمل ہے۔ ممکن ہے کہ گاڑی میں پردہ دار خواتین ہوں یا ایسی چیزیں ہوں جنھیں گاڑی والا مخفی رکھنا چاہتا ہے۔

⟸ مہمان کے آداب میں سے ہے کہ وہ اپنے میزبان کے گھر میں پڑی چیزوں کو بغیر اجازت کے نہ چھیڑے، بلکہ بلا ضرورت دائیں بائیں پڑی چیزوں کو دیکھے بھی نہیں۔ بعض غیر تربیت یافتہ مہمان ضیافت کرنے والے کے سارے گھر کی تلاشی لینا شروع کر دیتے ہیں اور صاحبِ خانہ کی رنجیدگی کا سبب بنتے ہیں۔

⟸ کوئی شخص دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے اُسے اپنا راز بتائے... یا اُس سے اپنے کسی ذاتی معاملے میں مشورہ مانگے تو اُس کا راز فاش کرنا بد دیانتی بھی ہے، رازداری کی خلاف ورزی بھی ہے اور سخت اذیت کا سبب بھی۔

⟸ موبائل فون کے ذریعے تقریباً ہر شخص کے پاس تصویر کھینچنے اور ویڈیو بنانے کی سہولت موجود ہوتی ہے۔ دوسروں کی اجازت کے بغیر اُن کی تصاویر یا ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر وائرل کر دینا عام ہوتا جارہا ہے۔ بہت مرتبہ تصویر / ویڈیو ایسی ہوتی ہے جسے ظاہر کرنا اچھا نہیں لگتا یا کسی نقصان کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ بے ہودہ تفریح ذاتی معاملات میں کھلی دخل اندازی ہے۔

⟸ ٹی۔وی چینلز اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے سب سے پہلے خبر نشر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بہت مرتبہ لوگوں کی ذاتی ویڈیوز کو بھی نشر کر دیا جاتا ہے، جو واضح طور پر ذاتی اُمور میں دست اندازی ہے، مثلاً خدانخواستہ کسی شخص کو حادثہ پیش آئے تو اُس کی اور اُس کی فیملی کی بے بسی کے عالَم میں لی گئی تصاویر یا ویڈیوز کو نشر کرنا اُس کے لیے ایکسیڈنٹ سے بڑی سردَرد بن جاتی ہے۔

⟸ بن مانگے مشورہ دینا کچھ لوگوں کا معمول ہوتا ہے، یہ ذاتی کاموں میں دست درازی ہے، جس سے انسان اپنا وقار بھی کھو بیٹھتا ہے۔

⟸ دوسروں کے خفیہ عیب اور کمزوریاں تلاش کرنا ذاتی معاملات میں مداخلت کی ایک بدترین صورت ہے، جس پر قرآن وسنّت میں سخت وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

عیب جوئی کا انجام: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر بلند آواز سے ارشاد فرمایا: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ! لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ۔ ”اے اُن لوگوں کی جماعت جو زبان سے اسلام لائے اور اُن کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا! مسلمانوں کو اذیت نہ دو! اُنھیں (رسوا کرنے کے لیے) عار نہ دلاؤ! اور اُن کے خفیہ عیب تلاش نہ کرو!“

پھر یہ بُری حرکت کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ۔ یعنی ”جو اپنے مسلمان بھائی کے خفیہ عیبوں کو تلاش کرے اللہ تعالیٰ اُس کے عیب ظاہر فرمادے گا اور جس کے عیب اللہ ظاہر فرمائے وہ اُسے ضرور ذلیل ورُسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے وسط میں (لوگوں سے چھپا) ہو۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2032)

حرفِ آخر... راحت پہنچایئے، رحمت پایئے!

انسان نے جو چیز خود تیار کی ہو اُس پر نظر رکھتا ہے، خصوصًا اگر وہ اُس کی پسندیدہ چیز ہو تو اُس کی بہت رکھوالی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اُسے نقصان پہنچائے تو اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ بلا تشبیہ و تمثیل مخلوق ربّ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور اُس کی نگاہِ قدرت میں ہے، پھر مخلوق میں مسلمان اُس کے پسندیدہ و پیارے ہیں، جن پر اُس کی خصوصی نگاہِ کرم ہے۔ مسلمانوں کو نفع دینے والا پیارا بن جاتا ہے اور بلاوجہ اُنھیں اذیّت دینے پر باری تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اُس شخص کے لیے سخت سزا کی وعیدیں بھی ارشاد ہوئی ہیں۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربّانی ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ یعنی "جو لوگ مسلمان مَردوں اور عورتوں کو اُن کی کسی خطا کے بغیر ستاتے / تکلیف دیتے ہیں اُنھوں نے بہتان اور کُھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لیا۔" [الاحزاب 58:33]

قرآن و سنت پر عمل کے جذبہ سے سرشار بزرگانِ دین کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی بلاوجہ مسلمانوں کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔

آج ماہِ رجب المرجَّب کا دوسرا روز ہے، اِسی مہینے کی چھ تاریخ کو سلطان الہند، خواجۂ خواجگان سید حَسَن سِجْزی قُدّس سِرّہ العزیز کا یومِ وصال ہے۔[1] دوسروں کو تکلیف نہ دینے کا سلیقہ بھی کوئی آپ سے سیکھے!

خواجۂ خواجگان علیہ الرحمہ کے جلیل القدر مرید و خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ارشاد کا خلاصہ ہے کہ مَیں بیس سال خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر رہا ہوں، مگر مَیں نے آپ کو کبھی بھی کسی پر غصہ کرتے نہیں دیکھا، بس ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کے ایک خادم کے ساتھ بدتمیزی کی تھی تو اُس پر آپ نے کچھ لمحوں کے لیے جلال فرمایا تھا۔[2] (مونس الأرواح (فارسی)، ص: 43، مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکیڈمی، دہلی)

دین سے دُوری کا نتیجہ ہے کہ ہمارے دلوں سے دیگر گناہوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اذیّت پہنچانے کی ہیبت بھی ختم ہوتی جارہی ہے۔ بے دھڑک دوسروں کا دل دکھاتے ہیں، بلکہ عزت کے حوالے سے دست درازی کرتے ہیں، بلکہ دوسروں کے مال و جان کی پرواہ بھی نہیں کرتے، حالانکہ یہ تمام اُمور گناہِ کبیرہ اور سخت عذاب کا سبب ہیں۔

---

[1] سالِ ولادت و وصال سے متعلق دیگر اقوال بھی ہیں۔ تاریخ کی تعیین مقصود بھی نہیں، مقصود تو اُنھیں خراجِ تحسین پیش کرنا اور اُن کے تذکرہ سے سبق حاصل کرکے خود کو سنوارنا ہے۔

[2] مَنْ بِیْست سال مُلازِمِ صُحْبَتِ آں حضرت بُودَمْ، ہرگز نَدِیْدَمْ کہ برکَسے غضب شدہ باشند، مگر یک روز...

مسلمانوں کو اذیّت رسانی سے بچنے کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے آج کے خطبہ میں چند ایسے اُمور کا تذکرہ ہوا جو ہمارے معاشرے میں عام ہیں اور جانے اَن جانے میں لوگوں کی بڑی تعداد اُن میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

- ❖ وقت عظیم الشان نعمت ہے، ہمیں اپنے وقت کی بھی قدر کرنی چاہیے اور دوسرے کے وقت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
  - تقریبات میں وقت کی پابندی ہونی چاہیے۔
  - اور دوسروں سے رابطہ یا ملاقات کرتے ہوئے اُن کی مصروفیات کا لحاظ کرنا چاہیے۔
- ❖ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں داخلہ کا سبب ہے، جب کہ راستوں کے حوالے سے اُنھیں اذیّت دینا سخت گناہ ہے۔
  - چنانچہ غلط پارکنگ کرنے، راستے بند کرنے، گزر گاہ میں کوڑا یا کوئی دوسری تکلیف دہ چیز پھینکنے اور راہ گزر میں بیٹھ کر بد نگاہی کرنے سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔
- ❖ دوسروں کی رازداری کا تحفّظ نہایت ضروری ہے اور سرورِ عالَم ﷺ کی سنت ہے۔ لوگوں کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرنے سے اُنھیں بھی اذیّت ہوتی ہے اور انسان کا اپنا وقار بھی مجروح ہوتا ہے۔
  - ہمیں چاہیے کہ دوسروں سے اُن کے خفیہ اُمور سے متعلق سوالات نہ کریں، لوگوں کے گھروں / گاڑیوں میں جھانکنے سے بچیں، بن مانگے مشورہ دینے سے اجتناب کریں اور بلا اجازت لوگوں کی تصاویر یا ویڈیوز ہرگز وائرل نہ کریں۔

دوسروں کے خفیہ عیب اور کمزوریاں تلاش کرنے پر وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے کے عیب ظاہر فرمادے گا۔

یہ اذیّت رسانی کے فقط چند پہلو تھے، اگر ہم ذہن بنالیں کہ دوسرے مسلمانوں کو کسی بھی طرح سے تکلیف نہیں دیں گے تو بہت سی باتیں از خود سمجھ میں آجائیں گی اور اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبات میں اِس حوالے سے مزید کچھ اُمور کا تذکرہ بھی ہو گا۔

شرعی مسئلہ: سردیوں میں بہت مرتبہ چادر اوڑھ کر نماز ادا کی جاتی ہے۔

نماز کی حالت میں چادر لینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اُسے سر کے اوپر سے اوڑھ کر نماز پڑھی جائے، البتہ اگر کوئی شخص فقط کندھوں کے اوپر سے اوڑھتا ہے تو بھی اس کی نماز درست ہے۔ (فتاوٰی امجدیہ، ج:1، ص:200، مکتبہ رضویہ، کراچی)

نیز نماز کے دوران قیام کی حالت میں چادر کے اندر ہاتھ باندھ لینا جائز ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ سردی وغیرہ عذر نہ ہو، تو ہاتھ چادر سے باہر نکال کر ہی باندھے جائیں۔[1]

---

[1] تفصیلی دلائل کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/namaz/906#:~:text=(1)%D9%86%D9%85%D8%A7%D8%B2%20%DA%A9%DB%8C%20%D8%AD%D8%A7%D9%84%D8%AA%20%D9%85%DB%8C%DA%BA,%D8%A7%D8%B1%20%DA%A9%DB%8C%20%D9%86%D9%85%D8%A7%D8%B2%20%D8%AF%D8%B1%D8%B3%D8%AA%20%DB%81%DB%92%20%DB%94

اللہ تعالیٰ خواجۂ خواجگان معین الدین سید حسن اجمیری علیہ الرحمہ کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے! ماہِ رجب المرجب کی زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق سے نوازے اور نئے شمسی سال کو پوری اُمّت مسلمہ کے حق میں خیر و برکت کا ذریعہ بنائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!